فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

یوم چہار شنبہ — خطبہ نمبر ۲۰ — ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ — فی پرچہ ۱۲ /

جلد ۴۸/۱۳ — ۲۹ وفا ۱۳۳۸ھ ش — ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء — نمبر ۱۷۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

کل ضعف کی شکایت رہی، رات نیند اچھی آگئی، آج صبح سے دائیں ٹانگ میں درد ہے

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۔ نخلہ

نخلہ ۲۷ جولائی بوقت ساڑھے دس بجے صبح

کل دن بھر حضور اقدس کی طبیعت بوجہ عام جسمانی ضعف کے ناساز رہی ۔ رات نیند اچھی آگئی ۔ آج صبح سے دائیں ٹانگ میں بھی درد شروع ہوگئی ہے ۔ جس کی وجہ سے تکلیف اور گھبراہٹ ہے ۔

احباب جماعت حضور اقدس کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ۔

خاکسار :۔ (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

بوقت ساڑھے دس بجے صبح ۔ نخلہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۹ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۲ دو بزرگ صحابیات کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۱)

ربوہ ۲۸ جولائی ۔ نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی کی والدہ محترمہ صاحب بی بی صاحبہ کل مورخہ ۲۷ جولائی بروز دوشنبہ بوقت ساڑھے تین بجے بعد دوپہر ۸۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ صحابیہ اور موصیہ تھیں ۔ آج صبح ساڑھے سات بجے کے قریب امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں متعدد بزرگان سلسلہ ۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام افسران صیغہ جات اور دیگر مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے ۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ نے جنازے کو خاصی دور تک کندھا بھی دیا ۔ بعد ازاں مرحومہ کی نعش کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا ۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی ۔

آپ ۱۹۰۵ء میں بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی تھیں ۔ آپ بہت دعائیں کرنے والی اور صاحب مکاشفات بزرگ تھیں ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو بے حد عقیدت تھی خصوصیت کے ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نہایت مخلصانہ تعلقات رکھتی تھیں ۔ لوہنے احمدیت کا کپڑا تیار کرنے کا شرف جن صحابیات کو حاصل ہوا ۔ ان میں آپ بھی شامل تھیں ۔ اور آپ نے بھی اس کپڑے کے لئے کچھ قدر سوت کاتا تھا ۔ آپ کے بیٹوں میں سے اللہ تعالےٰ نے دو بیٹوں مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم ۔ اے کو خصوصیت کے ساتھ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی ۔ مکرم مولوی صاحب موصوف ۱۹۲۹ء سے خدمت سلسلہ پر معروف ہیں ۔ پہلے آپ روزنامہ الفضل کے ادارے میں خدمات بجالاتے رہے ۔ اور اب عرصہ دراز سے شعبہ زود نویسی کے انچارج ہیں ۔ اور مکرم ناصر صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اولاً تحریک جدید کے ماتحت ہنگری میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کا شرف عطا فرمایا ۔ اور اب آپ تعلیم الاسلام کالج میں بطور لیکچرار کام کر رہے ہیں ۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے ۔ ایک بیٹی اور ۲۳ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں ۔

ادارہ الفضل آپ کی وفات پر مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل اور مکرم محمد ابراہیم صاحب ناصر اور آپ کے جملہ افراد خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرتے ہوئے ان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر ہو ۔ آمین

(۲)

ربوہ ۲۸ جولائی ۔ یہ خبر بھی افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ انچارج احمدیہ مشن غانا مغربی افریقہ کی بڑی ہمشیرہ اور مکرم داؤد احمد صاحب آف داؤد جنرل سٹور ربوہ کی والدہ محترمہ مریم بی بی صاحبہ کل مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۹ء بروز دوشنبہ گیارہ بجے قبل دوپہر ۶۲ سال کی عمر میں وفات پاگئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ موصیہ اور صحابیہ تھیں ۔ اور ۱۹۰۳ء میں اپنے والدین کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئی تھیں ۔ کل ۶ بجے شام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے حضرت میاں صاحب مدظلہ نے جنازے کو کندھا بھی دیا ۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا ۔ جہاں مرحومہ کی نعش قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کی گئی ۔ قبر تیار ہونے پر محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے دعا کرائی ۔

مرحومہ کا اصل وطن سیالکوٹ تھا ۱۹۲۱ء میں ہجرت کرکے قادیان آگئی تھیں ۔ بہت نیک دل ، غریب پرور اور دعاگو خاتون تھیں آپ نے اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی اپنی یادگار چھوڑے ہیں ۔ ادارہ الفضل آپ کی وفات پر مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر اور دیگر افراد خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو ۔ آمین

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی ۔ اے ایل ایل ۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء

مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت

(۲)

لاہوری معاصر "پیغام صلح" کے جواب میں لکھتا ہے کہ:۔

"ہم نے عرض کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کا بنیادی موضوع خود ان کے دعوئی پر ایمان لانے کی دعوت تھا جو ان کے متبعین کے ایک گروہ کے نزدیک ان کی نبوت اور رسالت تھا۔ اور دوسرے گروہ کے نزدیک ان کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت و مجددیت پہلے دعوے کے انکار کی صورت میں تمام مسلمانان عالم کی تکفیر کی جاتی تھی۔ اور دوسرے دعوے کے انکار کی صورت میں تفسیق اور دونوں صورتیں وحدت امت اور اتحاد ملت کے لئے سم قاتل ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے۔ تو ہم نے "اشاعۃ" دو رائیں بطور آئینہ پیش کی تھیں۔ جو دونوں گروہ ایک دوسرے کی اخلاقی حالت کے متعلق گزشتہ ۴۵ برس سے ظاہر کرتے آئے ہیں۔

ہمارا مقصد یہ عرض کرنا تھا۔ کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اصلاح مرزا غلام احمد قادیانی کی آواز پہنچانے پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ اس امام زمان کی آواز اور دعوت پہنچانے پر جن کی ذات فرزندان اسلام کا مرکز عقیدت و محبت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ ایک بالکل سادی سی بات ہے، مگر معاصر نے حسب عادت غلط بحث سے کام لے کر دو اشاعتوں میں ہماری معروضات کی تردید کرنی چاہی ہے۔

امر اول کے متعلق اس کا ارشاد یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والوں کو کافر نہیں کہا۔ اور نہ رسالت کا دعوےٰ کیا۔ بلکہ صرف محدث اور ملہم ہونے کا۔ جس کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے متبعین کا سواد اعظم جس کا سربراہ خود ان کا "خلیفۃ الصدق" ہے۔

اس سے زیادہ وہ حزم و یقین کے ساتھ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ اور جو مسلمان ان پر ایمان نہ لائیں ان کی تکفیر کی اور تکفیر کا حکم دیا۔ اور اپنے دعوے کی تائید میں مرزا صاحب ہی کی تحریریں پیش کرتا ہے علاوہ ازیں مرزا صاحب کے پیروؤں کا لاہوری گروہ بھی مرزا صاحب کی مہدویت و مسیحیت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اور انکار کرنے والوں کی تفسیق کا قائل ہے۔ یعنی جو مرزا صاحب کو مہدی مسیح اور مجدد نہ مانے وہ فاسق ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ "اصلاً" فاسق اور کافر میں عملاً کیا فرق ہے خصوصاً جبکہ مسلمانوں کے معاملہ میں عملاً رویہ دونوں گروہوں کا یکساں ہو۔ اور دونوں مسلمانوں سے خود کو الگ زمرے میں سمجھتے ہوں۔ اور خود کو ایک الگ فرقہ اور قوم قرار دیتے ہوں"۔

چونکہ ان لوگوں کا مدعا صرف اشتعال انگیزی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ محض فقرہ بازی اور الزام تراشی سے کام نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ گروہ میں یہ لوگ اپنے آپ کو شامل کرتے ہیں۔ وہ "نظریۃ" اور عملاً صرف اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور باقی سب مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے۔ یہاں تک کہ جو مسلمان ان کے گروہ میں شامل ہو کر نکلتا ہے۔ ان کے قواعد کے مطابق وہ مرتد ہوتا ہے۔ اور ان قواعد میں انہیں یہاں تک تلقین کی گئی ہے۔ کہ وہ کسی مسلمان سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ اور نہ اجازت کے بغیر کسی مسلمان جماعت یا گروہ یا فرد سے کوئی معاہدہ ہی کریں۔

معاصر کے پچھلے فائل اٹھا کر دیکھ لیجئے اور اس گروہ کا لٹریچر ملاحظہ کیجئے تو آپ پر صاف کھل جائے گا کہ وہ باقی تمام مسلمانوں کو کافر و فاسق سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کی تنظیم غیر قانونی قرار نہیں پائی تھی۔ تو جو شخص اس میں شامل ہوتا تھا۔ اس کو از سر نو کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہونا پڑتا تھا۔ سب سے پہلے خود ان کے امیر نے یہ نمونہ پیش کیا تھا۔ الغرض یہ قوم نہ صرف نظریۃً بلکہ عملاً اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر و فاسق سمجھتی ہے۔

یہ لوگ اور باقی فرقے جس معنے میں اپنے سے غیر مسلمانوں کو کافر و مرتد خیال کرتے ہیں۔ اس معنے میں احمدیوں نے کبھی کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی۔ بلکہ وہ لفظ کفر کو لغوی معنوں میں استعمال کرتے ہیں یعنی کسی بات سے انکار کرنے والا جس کو اسلامی اصطلاح میں کفر دون کفر بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

من ترک الصلوٰۃ
متعمداً فقد کفر

یعنے جس نے عمداً نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔ حالانکہ تارک الصلوٰۃ امت محمدیہ سے خارج نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنے اس فعل کی حد تک انکاری یعنے کافر ہوتا ہے۔ اسی طرح احمدی کسی شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبانی اقرار بھی کرتا ہے امت محمدیہ سے قطعاً خارج نہیں سمجھتے۔ یعنی مسلمان کے اس وسیع معنے میں ہم ہر ایسے شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھتا ہے۔ (باقی)

شکریۂ احباب

— از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب بی۔ اے ناظر تعلیم ربوہ —

والد ماجد حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر بزرگوں۔ دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے بڑی کثرت کے ساتھ مجھے اور دیگر افراد خاندان کو ہمدردی اور تعزیت کے انفرادی اور اجتماعی پیغامات ملے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

احباب کی اس گہری اور پُر خلوص ہمدردی نے ہمارے غمگین قلوب کو بہت اطمینان اور سکینت بخشی ہے۔ میں اپنی والدہ محترمہ اور دیگر تمام افراد خاندان کی طرف سے تہ دل سے سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس ہمدردی کی بہتر سے بہتر جزا اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے۔

احباب آئندہ بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت والد ماجد کو اپنے قرب میں بلند درجات عطا فرمائے۔ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار (شیخ) مبارک احمد

پھر اٹھ رہا ہے دہر میں شور اذاں نیا

میری زمیں نئی ہے مرا آسماں نیا
پیدا اسی جہاں سے کیا ہے جہاں نیا

اے قادیاں کے ساکنو ربوہ بھی کم نہیں
وہ قادیاں قدیم ہے یہ قادیاں نیا

کھاتے ہیں خوب اس سے نئی زندگی کے پھل
کیا دے گیا ہے باغ مسیح الزماں نیا

پھر چار طرف پھیل گئے ہیں نئے بلال
پھر اٹھ رہا ہے دہر میں شور اذاں نیا

تنویرؔ یہ خدا کے اولوالعزم کا ہے فیض
بخشا ہے جس نے مجھ کو بھی عزم جواں نیا

تنویرؔ

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ تمہیں بڑھانا چاہتا ہے اسلئے تمہیں اپنی قربانی بھی ہر قدم پر بڑھانی پڑے گی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ دسمبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
انسان کے اوپر

تین قسم کے دَور

آتے ہیں۔ پہلا دَور انسان کے پیدا ہونے اور اس کے ترقی کرنے کا دَور ہوتا ہے۔ اس دَور میں ہمیشہ آج کی حالت کل کی حالت سے بہتر ہوگی۔ اور آج کی ذمہ داریاں کل سے زیادہ ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج سے ہم جسمانی طور پر ۲۴ گھنٹے مراد نہیں لے سکتے۔ انسانی زندگی کی آج ہوتی میں بعض دفعہ ایک دن چھ ماہ کا ہوتا ہے بعض دفعہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ پندرہ یا بیس سال کا ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی میں بعض تغیرات ایسے ہوتے ہیں۔ جو تین چار ماہ کے عرصہ میں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بچپن کی عمر میں پہلا تغیر ان کے اندر بولنے چلنے اور دانت نکالنے کا ہوتا ہے۔ ان سارے تغیرات کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک محدود وقت میں ہونے لگ جاتے ہیں۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں جو پہلے بولنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض بچے پہلے چلنے لگ جاتے ہیں۔ ایک غریب سے غریب گھر میں بھی جو بچوں کے لئے گڑیاں بھی نہیں خرید سکتا۔ بچہ غوں غوں کرتا ہے۔ تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں۔ کہ ننھا غوں غوں کر رہا ہے یا وہ سر اٹھانے لگ جاتا ہے تو دوسرے بچے شور مچا دیتے ہیں۔ کہ آج ننھا سر اٹھا رہا ہے: انہیں

سارے تغیرات

نظر آتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہم کہتے ہیں کہ فلاں پیدا ہوا۔ اور جوان ہوا۔ درمیانی تغیرات کا علم ہمیں نہیں ہوتا۔ لیکن اردگرد کے رہنے والے ان کے معمولی معمولی تغیرات کو بھی محسوس کرتے ہیں مثلاً بچہ غوں غوں کرتا ہے۔ تو اردگرد والے کہتے ہیں ننھا غوں غوں کر رہا ہے

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل تک اس نے غوں غوں نہیں کیا تھا۔ یا اگر بچہ منہ میں انگوٹھا ڈالتا ہے۔ تو اس کے قریب رہنے والے کہتے ہیں۔ ننھے نے اپنا انگوٹھا منہ میں ڈالا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے

کہ یہ ترقی اس نے آج کی ہے۔ کل تک اس نے منہ میں انگوٹھا نہیں ڈالا تھا۔ پھر ایک اور زمانہ آتا ہے جب بچہ اپنا سر اٹھانے لگ جاتا ہے۔ اردگرد والے اس کے اس تغیر کو بھی محسوس کرتے ہیں جس وقت بچے کے اعصاب مضبوط ہو جاتے ہیں! اور وہ لوگوں کو اردگرد چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ بھی اپنی گردن اونچی کرتا ہے۔ اور قریب کھیلنے والے بچے شور مچاتے ہیں کہ آج ننھے نے گردن سیدھی کی ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ آج سے قبل اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ ترقی اس نے آج کی ہے۔ پھر بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ بیٹھنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنی کمر ایک حد تک سیدھی کر لیتا ہے۔ تو بچے شور مچاتے ہیں کہ ننھا بیٹھ گیا ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس نے یہ ترقی آج کی ہے۔ پھر ان تغیرات کے ساتھ ساتھ

حالات میں بھی تغیر

ہوتا ہے جب بچہ اتنی چھوٹی عمر کا ہوتا ہے کہ وہ صرف چارپائی پر لیٹا رہے، تو ماں کو چوبیس گھنٹہ اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی صرف اس حد تک ہوتا ہے جس حد تک بچے کے لیٹنے کا سوال ہوتا ہے پھر بچہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے منہ میں انگوٹھا ڈالنے لگ جاتا ہے۔ تو جن لوگوں کو توفیق ہوتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو چوسنی لے دیتے ہیں۔ تا وہ اسے مسوڑھوں کے نیچے دباتا رہے۔ انگوٹھا چوسنے کی خواہش طبعی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مسوڑھوں میں خارش پیدا ہوتی ہے۔ اور انگوٹھا

چوسنا یا چوسنی منہ میں رکھنا دانتوں کے نکلنے اور ان کے بڑھنے میں مدد دیتا ہے اب یہ چوسنی کا خرچ زائد ہو جاتا ہے پہلے یہ خرچ نہیں ہوتا تھا۔ پھر بچہ اور بڑا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ سر اٹھانے لگ جاتا ہے تو

تکیوں کی ضرورت

پیش آتی ہے۔ تا اسکو سر اٹھانے میں تکلیف نہ ہو تکیہ رکھ کر اس کے سر کو بلند کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سر اٹھانے میں اسے سہولت ہو جاتی ہے پھر اس سے بڑا ہوتا ہے تو گدیلوں اور تکیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا بچہ بیٹھنے لگ جائے اور جب بچہ اور بڑا ہوتا ہے تو گھر والے اسے ایک دو پہیئے کی گاڑی بنوا دیتے ہیں۔ جو بوجھ پڑنے پر آگے چلنے لگ جاتی ہے۔ تا کہ اس طرح اسے اپنے پاؤں ہلانے اور چلنے کی عادت پڑے۔ اس کے بعد وہ اور بڑا ہوتا ہے تو اس کے

لباس کا خیال

رکھا جاتا ہے۔ ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اب اسے پاجامہ سلوار یا تہ بند بنوا دینا چاہیئے۔ سردیوں میں جراب کا استعمال شروع کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک زمانہ بڑھنے کا ایسا آتا ہے جب ہر چھ ماہ کے بعد

پہلا لباس

چھوٹا ہو جاتا ہے۔ جن گھروں میں بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ عموماً اس قسم کے کپڑے سنبھال کر رکھ لیتے ہیں۔ تا دوسرے بچوں کے کام آئیں۔ قومی ترقیات بھی اسی طرح چلتی ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک قوم ایک دن میں ہی پیدا ہوئی اور پروان چڑھی ہو۔

قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے

کہ نئی مذہبی قوم اس وقت کھڑی کی جاتی ہے

جب دنیا میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت بر و بحر میں فساد پیدا ہو گیا تھا اور یہی حالت ہمیشہ انبیاء کی بعثت کے وقت رہی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون کہ جب بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ تو اس کے خیالات چونکہ رائج الوقت خیالات سے مختلف ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو وہ مجنونانہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے لوگ ان پر مذاق اڑاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ بھلا کوئی شخص اس کی باتوں کو معقول سمجھ سکتا ہے۔ غرض کوئی نئی جماعت خصوصاً الٰہی جماعت اسی وقت بنتی ہے جب

زمانہ میں فساد اور خرابی

پیدا ہو جائے اور جب فساد اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو کوئی قوم یکدم نہیں بن سکتی۔ بلکہ اس پر ایک وقت لگتا ہے۔ آخر جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی رسول ایسا نہیں آتا جس پر اس زمانہ کے لوگ استہزاء نہیں کرتے تو ظاہر ہے کہ مذاق کسی بڑی قوم کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دو لاکھ میں سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ ہو جاتا۔ یا کروڑ میں سے ایک کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ لوگ ہو جاتے۔ تو باقی لوگوں میں اتنی ہمت ہی کہاں ہو سکتی تھی۔ کہ وہ ان پر استہزاء کرتے۔ مذاق اسی لئے کیا جاتا ہے کہ وہ قوم دوسروں سے چھوٹی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کو لوگ شرذمۃ قلیلون کہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چند لوگ ہیں۔ جو ترقی اور بیداری کی خوابیں دیکھ رہے ہیں۔ جن مقاصد کو یہ لوگ پیش کر رہے

ہیں ان کے لئے تو ایک مضبوط قوم کی ضرورت ہے۔ یہ چند آدمی اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں۔ غرض

انبیاءؑ کی جماعتیں

ہمیشہ چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان کی تعداد اتنی قلیل ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء کو صرف ایک ایک شخص نے مانا۔ اب اس ایک شخص کا دوسرے لوگوں پر کیا رعب پڑ سکتا تھا۔ البتہ یہ جماعتیں آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کرتی ہیں۔ اور ان کے افراد ایک سے دو۔ دو سے تین اور تین سے چار ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ سے زیادہ محفوظ تاریخ اور کسی نبی کی نہیں۔ حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تاریخیں کسی حد تک محفوظ ہیں لیکن زیادہ تر قابل اعتبار وہی حالات ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ باقی تاریخ زیادہ روشن نہیں لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایسی ہے۔ جو ایک

کھلی کتاب کی طرح ہے

جس طرح آپ کو سورۃ فاتحہ ملی جو کھلے مضامین رکھنے والی ہے۔ اسی طرح آپکو زندگی بھی وہ ملی جو کھلی کتاب کے طور پر تھی۔ آپؐ نے بیویوں سے پیار کیا۔ تو وہ بھی تاریخ میں موجود ہے آپؐ نے تھوکا ہٹایا۔ وضو کیا۔ پیشاب کیا۔ پانی پیا یا کھانا کھایا تو وہ بھی تاریخ میں محفوظ چلا آتا ہے۔ غرض آپؐ کی تاریخ بھی فاتحہ ہے۔ اور آپ کی زندگی بھی فاتحہ ہے دشمن اگر اعتراض کرتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ تم اس لئے اعتراض کرتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کھلی کتاب کے طور پر ہے اگر آپؐ کی زندگی بھی حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زندگی کی طرح بند کتاب کی طرح ہوتی۔ تو تمہیں اعتراض کرنے کا موقع میسر نہ آتا پس آپؐ کی زندگی پر اعتراضات کی کثرت اس بات کی علامت نہیں۔ کہ آپؐ پر دوسرے انبیاءؑ کی نسبت زیادہ اعتراضات ہوئے ہیں۔ بلکہ

اس بات کی علامت ہے

کہ آپؐ کی زندگی ایک کھلی کتاب کے طور پر ہے۔ ایک عورت نے برقعہ پہنا ہو تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے چہرہ پر برص ہے یا نہیں۔ یا وہ کیلوں سے بھرا ہوا ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی ایک آنکھ ہے یا نہیں یا وہ بھینگی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر کسی کا چہرہ کھلا ہوا ہو۔ تو لوگ اس پر کئی اعتراضات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کا مقابلہ ایک برقعہ پوش عورت سے نہیں کر سکتے۔ یعنی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں اس غیر برقعہ پوش عورت پر زیادہ اعتراضات ہوئے ہیں۔ اگر کوئی غیر برقعہ پوش عورت کا مقابلہ برقعہ پوش عورت سے کرتا ہے۔ تو وہ پاگل ہے اسی طرح ہم کہیں گے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال دوسرے انبیاءؑ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے ایک غیر برقعہ پوش عورت کی مثال برقعہ پوش عورت کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی سورج کی طرح ہے اس کا ہر پہلو نظر آ سکتا ہے لیکن دوسرے انبیاءؑ کی زندگیاں بند کتاب کے طور پر ہیں۔ بس آپؐ کی زندگی۔

ہمارے لئے ایک نمونہ

ہے جب آپ نے دعویٰ فرمایا۔ تو ابتداء میں صرف ایک شخص (یعنی حضرت ابو بکرؓ) آپؐ پر ایمان لایا۔ وہ لوگ جنہوں نے بعد میں اسلام میں بڑے بڑے درجات حاصل کئے۔ ان میں بھی بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں آپؐ کی سخت مخالفت کی۔ مثلاً خلافت کے زمانہ میں سے سب سے زیادہ روشن زمانہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا ہے۔ لیکن آپ بھی ایک عرصہ تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ پھر آپ کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی

بہترین اسلامی کمانڈر

خالد بن ولیدؓ تھے۔ لیکن آپ بھی ہجرت کے بعد چھ سال تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کرتے رہے پھر جب خلافت میں تنزل آیا تو اس کی گری ہوئی عمارت کو سنبھالنے والے معاویہؓ تھے۔ لیکن آپ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری عمر میں ایمان لائے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی میں صرف ۸۰۔ ۹۰ آدمی آپ پر ایمان لائے تھے بعض کے نزدیک ان کی تعداد ۲۰۰۔ ۳۰۰ تک تھی۔ اب دیکھو ایک شخص جو ۱۳ سال تک یہ دعوے کرتا رہا کہ وہ ساری دنیا کو فتح کرے گا۔ وہ یہ اعلان کرتا رہا۔ کہ اس کی جماعت آخر غالب آئے گی۔ اور اس کی پیش کردہ تعلیم دوسری سب تعلیموں پر غالب آئے گی۔ اس کی جماعت میں اگر ۱۳ سال کے لمبے عرصہ میں ۲۰۰ یا ۳۰۰ آدمی داخل ہوگئے تو بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس کے ذریعہ دنیا کو فتح کیا جا سکے ہاں ایک چیز ضرور تھی اور یہی انبیاءؑ کی

سچائی کی علامت

ہوا کرتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نصرت بالرعب مسیرۃ شھر۔

یعنی جہاں ایک مسافر ایک ماہ میں پہنچ سکتا ہے وہاں تک خدا تعالےٰ نے میرا رعب پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی ۱۳ سالوں میں ہی آپ کی آواز حبشہ نجد اور دیگر علاقوں میں پہنچ گئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھ لو۔ آپ کے ماننے والے ابھی ابتداء میں ۵۰۔ ۶۰ ہی تھے۔ لیکن سارے ہندوستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ مکہ تک سے کفر کے فتوے آگئے تھے۔ حالانکہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ آپ کے ماننے والے پچاس ساٹھ کی تعداد میں تھے۔ اس سے گھبرانے کی کونسی وجہ تھی اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی کہ شیر کا بچہ پہلے دن بھی شیر کا بچہ ہوتا ہے۔ اور بھیڑ کا بچہ سو سال کے بعد بھی بھیڑ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس قلیل جماعت میں بھی

ایک شان نظر آتی ہے

اس لئے دوسرے لوگ اس کے مخالف ہوگئے۔ ایک دفعہ ایک مدعی نبوت نے مجھے لکھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے آپ کو اتنے خطوط لکھے ہیں اور اتنے رسالے بھیجے ہیں۔ لیکن آپ نے انکا کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کم سے کم ان کی تردید تو کر دیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ آپ مجھے مان لیں۔ لیکن اسقدر تو کریں کہ ان کی تردید کر دیں میں نے سمجھا کہ اب اس خط کا جواب مجھے ضرور دینا چاہیئے چنانچہ میں نے اسے لکھا۔ کہ یہ تردید بھی قسمت والوں کو میسر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو۔ آپ نے دعویٰ کیا تو سارے لوگ آپ کے خلاف کھڑے ہوگئے لیکن ہم تمہاری کتابوں اور رسالوں کی تردید بھی نہیں کرتے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ تمہارے ساتھ خدا تعالیٰ نہیں لوگ کہتے ہیں

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

جب کوئی تعلیم پھیلنے والی ہوتی ہے۔ تو اس میں جامعیت پائی جاتی ہے اور لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اس تعلیم میں وہ خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیں گی۔ لیکن جس تعلیم میں یہ خوبیاں موجود نہ ہوں۔ اس میں جامعیت نہ پائی جاتی ہو۔ تو لوگ سمجھتے ہیں یہ ردی چیز ہے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فرض کرو ایک آدمی ایک انچ کی دھجی اعلےٰ قسم کی ریشم کی لے آئے۔ تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ وہ اس سے قمیص تیار کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی خاص مسئلہ لے کر کھڑا ہو جائے یا کسی اقتصادی نکتہ کے متعلق اپنی تعلیم پیش کرے تو چاہے وہ کتنا ہی اعلیٰ ہو۔ وہ مذہب نہیں کہلا سکتا۔ اعلےٰ قسم کا مذہب وہی ہو سکتا ہے جس سے زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی ہو۔ اگر کوئی مذہب

زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت

نہیں دے سکتا تو لوگ اسے قبول نہیں کر سکتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تعلیم پیش کی جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں ہدایت ملتی تھی۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

قرآن کریم کے بھولے ہوئے اصول

کو دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس لئے ہر شخص نے یہ سمجھ لیا کہ اب لوگ اس تعلیم کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پہلوں کے پاس نہ دونیاں ہیں نہ چونیاں ہیں۔ نہ اٹھنیاں ہیں نہ روپے اور نوٹ ہیں۔ پھر انہیں صراف کیسے کہا جا سکتا ہے۔ صراف کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس دونیاں، چونیاں اٹھنیاں اور روپے وغیرہ موجود ہوں اس کے پاس نوٹ ہوں۔ اشرفیاں ہوں۔ صرف چند پیسے پاس ہونے سے اسے صراف نہیں کہا جا سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئے۔ تو ابتدائی ۱۳ سالوں میں ۸۰۔ ۹۰ یا بعض روایات کے مطابق ۲۰۰۔ ۳۰۰ لوگ آپ پر ایمان لائے۔ لیکن آپکی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔ حبشہ اور نجد تک آپ کی تعلیم پہنچ چکی تھی۔ اور امراء رؤساء فقہاء اور بادشاہوں نے آپ کی طرف توجہ شروع کر دی تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لو۔ آپ کے

ماننے والوں کی تعداد

ابتداء میں ۵۰۔ ۶۰ تھی لیکن آپکی شہرت

دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اس کے مقابلہ میں جن لوگوں نے دعویٰ کیا۔ ان کو اپنے علاقہ سے باہر کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو خواہ پچاس ساٹھ مان بھی لیں۔ ان کے متعلق لوگ یہ احساس بھی نہیں کرتے۔ کہ وہ دنیا میں کوئی تغیر پیدا کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات ہو رہے تھے کیا یہودیت اور عیسائیت اور کیا ہندو مذہب ہر ایک کے ماننے والے۔

اسلام پر حملہ آور

ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا مقابلہ کیا۔ اب ہماری یہ حالت ہے۔ کہ کوئی ماں کا بچہ ایسا نہیں۔ جو اسلام پر کوئی اعتراض کر سکے۔ اور پھر اس کا جواب نہ دیا جا سکے۔ پس تم نے ترقی کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔ بیج تمہارے پاس ہے۔ جو بویا گیا ہے۔ اور پھر وہ زمانہ تمہیں ملا ہے جس میں تمہاری ترقی لازمی ہے۔ جس طرح پانچ چھ سال کا بچہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے بڑھنا نہیں۔ باوجود اس کے کہ اس کا ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ پھر بھی وہ بڑھتا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر

ایسی روح پیدا کر دی ہے

کہ تم نے بہرحال بڑھنا ہے۔ چاہے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ پانچ چھ سال کے بچہ کا لباس ۸۔۹ سال کی عمر کے بچہ کو پورا آسکے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کے لئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کرو گے۔ جب تک تم اپنے چندے کو پہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔ جب تک تم

چندہ دینے والوں کی تعداد

ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے۔ تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہو گا اگر کوئی لمبا شخص کسی چھوٹے بچے کا لباس پہننا چاہے تو اول تو وہ پہنتے پہنتے پھٹ جائے گا۔ اور اگر وہ کسی طرح اُس کو پہن بھی لے۔ تو وہ صرف ناف تک یا اس کے اوپر تک آئے گا باقی جسم ننگا رہ جائے گا۔ اسی طرح تمہارے ساتھ ہو گا۔ اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہو۔ تو سب دیکھنے والوں کو تمہارا یہ عیب نظر آئے گا

تمہارا کام

آج ہر قوم کے سامنے ہے جس طرح ایک کرتا قد کے برابر نہ ہو۔ تو وہ ہر شخص کو بُرا نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر تمہاری قربانی اور تمہارے چندے تمہارے کام کی نسبت سے تھوڑے ہوں گے۔ تو تمہارا یہ عیب ہر شخص کو نظر آئے گا۔ کوئٹہ میں ایک فوجی افسر میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔ میں ایک جگہ پر گیا۔ وہاں آپ کی جماعت کا ایک مبلغ تھا۔ اور وہ بہت اچھا کام کر رہا تھا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے۔ نہ اسے اچھا لباس میسر تھا اور نہ اچھا کھانا ملتا تھا۔ اور اسے ہر بڑے شخص سے ملنا پڑتا تھا اگر آپ اسے اچھا لباس مہیا نہیں کر سکتے اور اسے اچھا کھانا نہیں دے سکتے تو وہ تبلیغ کا کام کیسے کرے گا۔ ایک شخص نے مجھے اس سے پہلے بھی لکھا تھا (شاید وہی شخص تھا۔ جو بعد میں مجھے کوئٹہ میں ملا) کہ میں سنگاپور سے آیا ہوں۔ وہاں آپ کے مبلغ کام کرتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ انہیں

اچھا کھانا اور اچھا لباس

نہیں مل رہا۔ وہ فقیروں کی طرح رہتے ہیں۔ میں احمدی تو نہیں۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ آپ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اگر آپ وہاں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے مبلغوں کو اچھا کھانا اور اچھا لباس تو مہیا کریں۔ اس شکایت کرنے والے دوست کو تو ہمارے مبلغین کا ظاہری لباس اور ظاہری کھانا نظر آیا۔ اور مجھے یہ فکر ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو باطنی کھانا بھی مہیا نہیں کر رہے۔ ہمارے ہر مبلغ کے پاس سینکڑوں کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری ہونی چاہیئے تاکہ وہ ایک وقت میں سو دو سو آدمیوں کو

مطالعہ کیلئے کتب

دے سکے۔ بلکہ پوری طرح توجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس ایک ایک کتاب کے دس دس پندرہ پندرہ نسخے ہوں تا ایک ہی وقت میں ایک کتاب سے ایک سے زیادہ آدمی فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر ہر مشن میں سو کتابیں ہوں۔ اور ان کے پندرہ پندرہ نسخے ہوں۔ تو پندرہ سو کتاب تو یہی بن جاتی ہے۔ پھر کئی لوگ ایسے آجاتے ہیں۔ جو تفسیر۔ حدیث یا کسی اور مضمون کی کتاب لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم صحیح طور پر کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہمارے ہر مبلغ کے پاس دو تین ہزار کتب کی لائبریری ہو۔ جو شخص ملنے کے لئے آتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے گا۔ اور باتیں سنے گا۔ اور پھر چلا جائے گا۔ لیکن اگر ہم اسے کوئی کتاب دے دیں۔ تو وہ گھر میں بھی اسے پڑھتا رہے گا اور اس طرح تبلیغ سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے گا۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ

سرحد کے ایک رئیس

خان فقیر محمد خاں صاحب آف چارسدہ مرحوم ایگزیکٹو انجینئر (بعد میں وہ سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہو گئے) ایک دفعہ مجھے دہلی میں ملے۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میرے بھائی محمد اکرم خاں صاحب احمدی ہیں میں سیر کیلئے انگلستان جا رہا ہوں۔ انہوں نے چلتے چلتے بعض کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی ہیں۔ میری ایک لڑکی کی منگنی ان کے لڑکے سے ہوئی ہے۔ ویسے بھی مجھے ان کا بڑا ادب ہے۔ کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں میں نے انہیں کہا۔ آپ نے کیا کیا ہے۔ میں تو سیر کیلئے جا رہا ہوں ان کتابوں کے پڑھنے کا کہاں موقع ہو گا مگر وہ مانے نہیں اور کہا۔ کہیں خیال آیا۔ تو انہیں پڑھ لینا۔ میں نے کہا اچھا رکھ دو۔ ولایت جا کر انہوں نے مجھے ایک چٹھی لکھی۔ اس کے شروع میں یہ لکھا تھا۔ کہ شاید آپ مجھے نہ پہچانیں میں اپنی پہچان کے لئے لکھتا ہوں۔ کہ میں وہ ہوں۔ جو آج سے تین ماہ پہلے آپ سے دہلی کے شاہی قلعہ میں ملا تھا۔ اور میں نے آپ سے کہا تھا۔ کہ ہماری دو والدہ تھیں اور ہر ایک والدہ سے ہم دو بھائی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک ہم نے آپ کو دے دیا ہے اور ایک ایک غیر احمدیوں کو دیدیا ہے۔ اس طرح ہم نے پورا پورا انصاف کیا ہے۔ دو پیسہ میں سے اٹھنی آپ کو دی ہے اور اٹھنی دوسرے مسلمانوں کو۔ اور آپ نے بھی مذاقاً یہ کہا تھا کہ ہم تو اٹھنی پر راضی نہیں ہوتے۔ ہم تو پورا روپیہ لے کر چھوڑا کرتے ہیں۔ سو اب میں ایک اور چونی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اور اپنے آپ کو آپ کی بیعت میں شامل کرتا ہوں۔ انہوں نے لکھا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میرے بھائی محمد اکرم خاں صاحب نے کچھ کتابیں میرے ٹرنک میں رکھ دی تھیں ہم پٹھان ہیں۔ ہم میں

اسلام کی خدمت کا جوش

ہوتا ہے۔ چاہے ہمیں کچھ آئے یا نہ آئے۔ ہمارا ارادہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ ہم کسی کافر کو ماریں۔ وہی جوش مجھ میں بھی تھا۔ جب میں انگلستان پہنچا اور میں نے یہاں مختلف مقامات کی سیر کرنی شروع کی۔ تو چونکہ میں گورنمنٹ کا عہدیدار تھا اس لئے مجھے بعض اداروں کے دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے ایک کارتوس کے مقابلہ میں ان کے پاس لاکھوں بلکہ کروڑوں کارتوس اور ایک بندوق کے مقابلہ میں لاکھوں بندوقیں ہیں اور طرح طرح کے ترقی یافتہ ہتھیار ہیں۔ ہمارے ہاں طیاروں کا نام ونشان نہیں لیکن ان کے پاس بڑی تعداد میں طیارے ہیں پھر اس ملک کے کارخانوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس کوئی چیز نہیں۔ یورپ کی اس

ترقی کو دیکھکر

میرے دل میں مایوسی پیدا ہوئی اور یقین ہو گیا کہ اب اسلام دنیا پر غالب نہیں آسکتا۔ اپنی اس کمزوری اور مجبوری کے ہوتے ہوئے ہم اتنے بڑے ترقی یافتہ دشمن کا مقابلہ کس طرح کریں گے۔ تلوار سے مارنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسرا شخص کمزور اور نہتہ ہو۔ لیکن یہاں تو یہ ہے کہ ہم کمزور اور نہتے ہیں اور دشمن ہم سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہے۔ میری حالت پاگلوں کی سی ہو گئی۔ کل شام کو گھر آیا تو مایوسی کی حالت میں میں نے گھر والوں سے کہا۔ کہ محمد اکرم خاں نے بعض کتب میرے ٹرنک میں رکھی تھیں۔ وہ دو۔ شاید ان سے مجھے تسلی مل سکے۔ اتفاق سے آپ کی کتاب

دعوت الامیر

میرے ہاتھ آئی۔ اس کے ابتداء میں اتفاقاً یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسلام جب شروع ہوا۔ تو اس کے متعلق کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا تھا۔ کہ جیت سکے۔ لیکن ان مخالف حالات کے باوجود

اسلام جیت گیا

پھر جب اسلام جیت گیا۔ تو کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یہ گرے گا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی موجود تھیں۔ کہ اسلام پر ایک وقت ایسا آئیگا۔ جب اس کے پاس مقابلہ کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جس کا پیشگوئیوں میں ذکر تھا۔ یعنی اسلام باوجود طاقتور ہونے کے تنزل پا گیا۔ اسکے بعد آپ نے اسلام کی ترقی کے متعلق

بہت سی پیشگوئیوں

کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں جو اسلام کے تنزل کے متعلق تھیں تو وہ پیشگوئیاں کیوں پوری نہیں ہوں گی۔ جو اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق ہیں۔ جن سامانوں کو سو سال پیشتر خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر آج سے ۱۳۰۰ سو سال قبل کر دیا جس مایوسی کا ہم آج سے ۱۰۰ سال قبل اندازہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آج سے ۱۳۰۰ سال قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہوشیار کر دیا آپ نے فرمایا ایک شخص رات کو مومن سوئے گا۔ صبح کو کافر اٹھے گا۔ اور دن کو مومن ہو گا۔ لیکن رات کو کافر سوئے گا۔ خان فقیر محمد صاحب نے لکھا۔ کہ میں جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا جاتا تھا۔ سارا نقشہ میرے سامنے آتا جاتا تھا اور میں نے سمجھ لیا کہ میری مایوسی غلط تھی۔ میری بیوی نے کہا۔ اب تم آرام کرو۔ کہیں پاگل نہ ہو جانا۔ مگر میں نے کہا۔ اب میں کتاب ختم کر کے سوؤں گا۔ اور ارادہ کر لیا کہ میں اسوقت تک سونے کے لئے اپنے بستر پر نہیں جاؤں گا۔ جب تک کہ آپ کو اپنی بیعت کا خط نہ لکھ لوں۔ چنانچہ سونے سے پہلے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میری بیعت کو قبول کیا جائے۔

غرض ضروری ہے کہ ہم اپنے مبلغین کو

بڑی تعداد میں لٹریچر

مہیا کریں اور اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے اور میں نے بتایا ہے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہونے کی وجہ سے نئے مبلغ نہیں بھیج سکتے۔ اسی طرح پر اپنے مبلغین کے لئے لائبریری کا انتظام بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کام ہم نے نئے سرے سے کرنا ہے۔ ہر ملک میں کم از کم ایک ایک کتاب کے سو سو نسخے ہوں تا کہ ایک وقت میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی ہماری کتب پڑھ رہا ہو۔ اگر ہم اس قسم کا انتظام کریں تو لازمی بات ہے کہ سمجھدار سنجیدہ شریف اور

خدا تعالیٰ سے محبت رکھنے والے

لوگ آنے شروع ہو جائیں گے اور یہ کام بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ ہمارا قربانی کا قدم ہمیشہ آگے رہے۔ اگر ہم ایک جگہ پہ ٹک جاتے ہیں تو ہماری وہی مثال ہوگی جیسے ایک نوجوان کو پانچ چھ سال کے بچے کا لباس پہنا دیا جائے تو وہ لباس یا تو پھٹ جائے گا۔ اور اگر وہ پہننے میں کامیاب بھی ہو جائے تو ننگا رہے گا۔ اور یہ بے جوڑ لباس نہ تمہیں اپنوں میں عزت دے سکتا ہے اور نہ غیروں میں عزت دے سکتا ہے۔ اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا

ایک ہی طریق ہے

اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا۔ پس میں تحریک جدید کے مجاہدین سے کہتا ہوں کہ تم سب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ دفتر دوم کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ اس کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ ان کا قدم پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ نوجوانوں کو تو بوڑھوں سے زیادہ تیز ہونا چاہیئے تھا۔ اور ان کا قدم دلیری کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیئے تھا۔ اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جب عمرہ کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ کو روک لیا گیا تو اس وقت آپ کے اور مشرکین مکہ کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کے لئے آجائیں اس موقعہ پر مشرکین مکہ قریب کی پہاڑیوں پر چلے جائیں گے۔ چنانچہ اگلے سال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت عمرہ کے لئے آئے وہ موسم ملیریا کا تھا۔ مدینہ سے مکہ آتے ہوئے رستہ میں ملیریا کا علاقہ تھا۔ اسلامی لشکر اس علاقہ سے گذرا تو اس کی اکثریت ملیریا کی وجہ سے بیمار ہو گئی۔ ملیریا نے مسلمانوں کی ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ملیریا کی وجہ سے ہماری کمریں کبڑی ہو گئی تھیں۔ ہم اپنی کمریں سیدھی نہیں کر سکتے تھے۔ جب ہم طواف کرنے لگے تو مشرکین مکہ جبل ابو القبیس پر چلے گئے تھے اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں کی حالت کو دیکھ رہے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے رشتہ دار تھے۔ معاہدہ کی وجہ سے وہ قریب آ کر تو مل نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ چلو دور سے ہی ان کی شکلوں کو دیکھ لیا جائے

ادھر مسلمانوں کی یہ حالت تھی

کہ ملیریا کی وجہ سے ان کی کمریں کبڑی ہو چکی تھیں اور ان کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ وہ صحابی کہتے ہیں میں طواف کرتے ہوئے کبڑا ہو کر چلتا تھا۔ لیکن جبل ابو قبیس کے سامنے آتا تھا اپنی کمر سیدھی کر لیتا اور اکڑ اکڑ کر چلنے لگتا۔ جب اس جگہ سے ہٹ جاتا تو پھر کبڑا ہو کر چلنے لگتا۔ جب میں نے طواف ختم کر لیا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میرا نام لے کر پوچھا کہ تم کیا کر رہے تھے۔ تم جونہی ابو القبیس کے سامنے آتے تھے

اکڑ کر چلنے لگتے تھے

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ملیریا نے ہماری ہڈیاں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ہم سے سیدھی کمر کر کے چلا نہیں جاتا۔ کافر ہماری حالت دیکھ رہے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے طواف کرتے ہوئے کوئی کمزوری دکھلائی تو کافر خیال کریں گے کہ ملیریا کی وجہ سے مسلمانوں کی طاقت زائل ہو چکی ہے۔ اور اب وہ ہمارا شکار ہیں۔ چنانچہ جب میں ان کے سامنے سے گذرتا تھا تو اپنی کمر سیدھی کر لیتا تھا اور اکڑ اکڑ کر چلتا تھا۔ اور جب اس جگہ سے ہٹ جاتا تو کبڑا ہو کر چلنے لگتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکڑ کر چلنا خدا کو سخت ناپسند ہے۔ لیکن اس شخص کا اکڑ کر چلنا خدا تعالیٰ کو بہت ہی پیارا لگا ہے۔ غرض بعض اوقات انسان اپنی کمزوری کی حالت میں بھی

خدا تعالیٰ کا قرب

حاصل کر لیتا ہے۔ اگر تم قربانی کے لحاظ سے کمزور ہو یا مالی لحاظ سے کمزور ہو۔ یا سخاوت کے لحاظ سے کمزور ہو تب بھی یہ دیکھ کر کہ اس وقت اسلام اور احمدیت کو تمہاری قربانی کی ضرورت ہے۔ تم بناوٹ کے طور پر اکڑ کر چلو۔ گو تم دلی طور پر اس قربانی پر ناخوش ہو گے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت ہے اس لئے تمہارا قبض سے قربانی کرنا جو بظاہر ایک گناہ ہے تمہارے لئے نیکی سے بھی بڑھ کر ثواب کا موجب ہوگا کیونکہ تم اس بات کی بنیاد رکھ رہے ہو کہ جو کام آج تم نے قبض سے کیا ہے آئندہ تم اسے بشاشت سے کرو گے کیونکہ

ہر نیکی دوسری نیکی کا پیش خیمہ ہوتی ہے

جس کام سے نیکی کی توفیق نہ ملے اس کے متعلق یہ سمجھو کہ وہ درحقیقت نیک کام نہیں تھا۔ اس طرح ہر وہ کام جو بظاہر صحیح معلوم نہ ہو اگر اس سے کسی نیکی کی توفیق مل جائے تو وہ بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے پس میں جماعت کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کریں اور زیادہ سے زیادہ وعدے لکھائیں۔ اور پھر انہیں جلد پورا کریں۔ اسی طرح نئے نئے لوگوں کو تحریک کر کے اس تحریک میں شامل کریں۔ تمہارا چندہ ہر سال پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تمہارا کام ہر سال بڑھے گا۔ جیسے پانچ چھ سال کے لڑکے کا لباس بڑی عمر والے آدمی کو پورا نہیں آتا اسی طرح تمہاری اس سال کی قربانی اگلے سال کام نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بڑھا رہا ہے۔ جس طرح ایک بچہ بڑھتا جاتا ہے اور اس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ وہ بڑھنے کو روک سکے۔ اسی طرح تم پر بھی وہ دور آیا ہوا ہے۔ قانون قدرت تمہیں بڑھا رہا ہے پس

تمہاری آج کی قربانی

کل کے کام نہیں آئے گی۔ کیونکہ تمہارا قدم لازماً آگے بڑھے گا اور تمہیں اپنی قربانی بھی لازماً بڑھانی پڑے گی۔ اگر تم اپنی قربانی کو بڑھاتے نہیں تو تمہاری حالت مضحکہ خیز بن جائے گی۔ اگر چھ سال کے بچے کا لباس بڑی عمر والا پہن لے تو کیا تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم یہ دیکھو کہ اٹھارہ سال کا نوجوان جو کرکٹ کا کھلاڑی ہے وہ چوسنی منہ میں لئے پھر رہا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم دیکھو کہ ایک ٹیم کا کپتان جھنجھنا ہلانا شروع کر دیتا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اگر تم کسی استاد کو دیکھو کہ وہ گڑیا اٹھائے پھرتا ہے تو تم اس پر ہنسو گے یا نہیں۔ اسی طرح اگر تمہیں دنیا دیکھے گی کہ تمہارا کام خدا تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے۔ لیکن قربانی تمہاری کل والی ہے تو وہ تم پر ہنسے گی یا نہیں۔ تم اپنی حالت پر قیاس کر لو کہ تم دوسروں کو بے جوڑ لباس پہنے دیکھ کر کیا خیال کرتے ہو۔ پھر تمہارے متعلق دوسرے لوگ کیا خیال کریں گے۔ خدا تعالیٰ تمہارے متعلق کیا خیال کرے گا۔ کیا تم دونوں کی نظروں میں بے جوڑ نہیں بن جاتے؟ اور پھر یہ زمانہ تو تمہارے بڑھنے اور ترقی کرنے کا ہے۔ جسمانی طور پر اگر جوانی کا زمانہ آتا ہے تو لازماً اس کے بعد بڑھاپا آتا ہے۔ لیکن روحانی طور پر

یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے

کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اگر جسمانی طور پر کوئی یہ کہے کہ میں جوان ہی رہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بوڑھا نہ ہو اور جوانی کی عمر میں ہی مر جائے۔ لیکن اگر کسی قوم کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ ہمیشہ جوان رہے تو اگر وہ کوئی کمزوری نہ دکھائے تو وہ فی الواقع جوان ہی رہتی ہے۔ لیکن

انسانی زندگی کے متعلق

یہ کہنا کہ کوئی جوان ہی رہے بددعا بن جاتی ہے۔ ایک دفعہ اسی قسم کا ذکر چھڑ گیا تو میں نے بتایا کہ بلغاریہ کے لوگ بڑے تنومند اور مضبوط جسم والے ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک قسم کی دہی تیار کرتے ہیں۔ اس دہی کو وہ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے وہ بڑے تنومند اور مضبوط ہوتے ہیں۔ پاس ہی ایک زمیندار دوست تھا وہ بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرا بھی یہ تجربہ ہے کہ جو شخص التزاماً دہی استعمال کرے وہ بوڑھا نہیں مرتا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے اس سے مذاق کرنا شروع کر دیا کہ تمہارا یہ فقرہ کہنے کا کیا مطلب ہے۔

اس کا تو مطلب یہ ہے

کہ دہی کھانے والے جوانی کی عمر ہی میں مر جاتے ہیں بوڑھا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ پس جسمانی زندگی میں ایک جوان کا بوڑھا ہونا ضروری ہے۔ لیکن روحانی زندگی میں ضروری نہیں کہ کوئی قوم بوڑھی ہو۔ اگر کوئی قوم قربانی کرے اور اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے درست رکھے تو اس پر ہمیشہ جوانی کی عمر رہتی ہے۔ بڑھاپا محض اس کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ کہ ہم جسمانی بڑھاپا تو ضرور لاتے ہیں۔ لیکن روحانی بڑھاپا کسی قوم پر صرف اس وقت لاتے ہیں جب وہ خود بڑھاپا چاہتی ہے پس

روحانی جوانی

کو تم سینکڑوں لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک قائم رکھ سکتے ہو۔ اور اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی۔ اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم روحانی طور پر جوان رہنا چاہتی ہے۔ تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا۔ پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو۔ تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے

خدا کی خاطر قربانی

کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تا اس ترقی کے ساتھ ساتھ جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دے رہا ہے تم خدا تعالیٰ اور دنیا کی نظروں میں فیل نہ ہو۔ تمہاری قربانی ہر روز بڑھتی چلی جائے تاکہ تم اپنی ذمہ داریوں کی گاڑی کو برابر کھینچ سکو۔

درخواست دعا

میرے دوست مکرم لطیف احمد ظفر صاحب بھٹی نے امسال پرائیویٹ ایف اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی مزید دینی و دنیاوی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔
خاکسار محمد لطیف ـــ ربوہ

امیکس یہ بام درد کو دور کر کے فوراً تسکین اور سکون پہنچاتی ہے جس جگہ درد ہو وہاں خون کے صحیح دوران میں مدد دیتی ہے۔ اور صحت کی حالت پیدا کرتی ہے۔ **فضل عمر فارمیسوٹیکلز ربوہ**

اصل رقم اور منافع کی قطعی ضمانت

۳۲ کروڑ روپے کا سرکاری قرضہ

مُلکی ترقیات کیلئے

جب آپ روپیہ لگاتے ہیں تو سب سے پہلے رقم کی قطعی حفاظت کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اس کے بعد منافع کی باقاعدہ وصولی کے۔

حکومت کا نیا قرضہ ان دونوں باتوں کی پوری پوری ضمانت کرتا ہے۔

آپ کو اختیار ہے کہ:-

۳½ فیصدی قرضہ ۱۹۶۴ء

اجرائی قیمت

۰۰-۱۲-۹۹ روپیہ فیصد

یا

۴ فیصدی قرضہ ۱۹۷۴

جو مساوی قیمت پر جاری ہوگا میں روپیہ لگائیں۔

قرضہ کی کل رقم......۳۲ کروڑ روپیہ ہوگی لیکن حکومت کو اختیار ہے کہ اس رقم سے زائد رقموں کو بھی قبول کر لے۔

نقد رقم یا چیک یا ۲- فیصدی حکومتی قرضہ ۱۹۵۹ء اور ۲¾ فیصدی قرضہ ۵۹-۱۹۵۸ء کے تمسک بھی اپنی اصلی قیمت پر ان نئے قرضوں کی درخواستوں کی ادائیگی میں حسب ذیل مقامات پر قبول کئے جائیں گے۔

اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے دفاتر:-

کراچی - لاہور - پشاور - کوئٹہ
لائل پور - ڈھاکہ - چٹاگانگ اور کھلنا

نیشنل بنک آف پاکستان کے وہ دفاتر جہاں سرکاری خزانہ کا کاروبار ہوتا ہے۔

سرکاری خزانہ ایسے مقامات پر جہاں اسٹیٹ بنک آف پاکستان یا نیشنل بنک آف پاکستان کی کوئی شاخ نہ ہو۔

دونوں قرضہ صرف ایک دن کیلئے

۲۸ر جولائی ۱۹۵۹ء

کو جاری ہوں گے

جاری کردہ - وزارت مالیات حکومت پاکستان

(...شی (ٹریڈ مارک)

ٹرالیاں - ٹریلرز۔ ٹھیلے اور سامان ڈھونے کی دیگر ہاتھ گاڑیاں

برائے
فیکٹری
گودام
تجارتی ادارے و اسٹور
اگریکلچر فارم
میونسپلٹی
پارک
ہسپتال
ریلوے
اور
بندرگاہ
وغیرہ

۲۰۰ مختلف اقسام اور انگلش اسٹینڈرڈ ڈیزائن پر

بنانے والے:-

آلرشی انڈسٹریز

آفس و اسٹور
ایچ - ایس - ایڈوانی اسٹریٹ
کراچی نمبر ۳

تقسیم کنندگان برائے مغربی پاکستان

اے قریشی اینڈ کمپنی
پوسٹ آفس بکس نمبر ۴۸۰
کراچی نمبر ۲

الشّرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ

اس کے دفتر گول بازار ربوہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین حضرت مصلح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور دیگر علماء سلسلہ کی تصانیف خرید فرمائیں۔

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گول بازار ربوہ

ولادت

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے۔ ایل۔ایل بی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو کل بمورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۵۹ء اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام لطیف احمد تجویز کیا گیا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی اور با اقبال زندگی عطا فرمائے اور نیک۔ خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(سلطان احمد پیر کوٹی)

درخواست دعا:- میری بچی چند دنوں سے بعارضہ ٹائیفائڈ سخت بیمار ہے احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (عبدالحی غلہ منڈی ربوہ)